بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

امت مسلمہ کو درپیش بعض چیلنجز............

امت مسلمہ کو فی زمانہ جن چیلنجز کا سامنا ہے وہ متنوع اور متعدد ہیں، ان چیلنجز کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، مگر نہ یہ حتمی تقسیم ہے نہ تعداد، ہر صاحب عقل وشعور اپنی فہم کے مطابق اس سے مختلف تقسیم و تعداد متعین کرنے کا حق دار ہے۔تاہم ہمارے ذہن نارسا کے مطابق فی الوقت دو بڑے چیلنجز کا امت مسلمہ (پاکستانیہ) کو سامنا ہے۔

اندرونی چیلنجز

بیرونی چیلنجز

اندرونی چیلنجز میں، معاشرتی ناہمواری وبگاڑ، اخلاقی قدروں کی کمزوری وپامالی، نظام تعلیم وتربیت کی ناکامی، میڈیائی یلغار کے منفی اثرات، جنسی اسکینڈلز کی بہتات، لوٹ مار اور رشوت ستانی، اور فرقہ واریت کا عفریت اور دیگر متعدد چیلنجز شامل ہیں۔

معاشرتی ناہمواری وبگاڑ اور اس کی اصلاح کی تدبیر

سلیم مسلم معاشرہ کے افراد کی تعریف یہ ہے کہ:......**المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ**..........مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے مسلمان محفوظ رہیں۔

سلیم معاشرہ کے افراد کیسے ہونے چاہئیں اسے اس حدیث مبارکہ سے سمجھا جاسکتا ہے فرمایا:......

علامات المنافق ثلاث اذا حدث کذب اذا ائتمن خان اذا خاصم فجر.........

منافقین کی علامات کے حامل افراد صالح معاشرے کے فرد (مسلم) نہیں کہلاسکتے ....بالفاظ حدیث یہ علامات منافقین کی ہیں مسلمین ومومنین کی نہیں......

افسوس آج یہ ساری علامات مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں اور لگتا ہے کہ ان کی گھٹی میں رچ بس گئی ہیں۔آج کامیاب تاجر وہ ہے جو جھوٹ بول کر اپنا ردی مال مہنگے داموں فروخت کرلے،

جو خیانت کے ذریعہ مال بٹور لے۔

کامیاب ڈاکٹر وہ ہے جس کا کلینک مختلف غیر ضروری ٹیسٹس، اور آپریشنز کے سہارے زیادہ مال بنانے اور کمانے کا تجربہ رکھتا ہو۔آج ہر شخص ایسے ڈاکٹر کی تلاش میں ہے جو مریض کا ہمدرد ہو اس کی توجہ مریض کی شفا پر ہو، مگر ایسے ڈاکٹر خال خال اور، زیادہ تر وہ ہیں جو کھال کھینچنے کے ماہر اور جنہیں عوام......سرجن کم قصاب کے نام سے زیادہ...... یاد کرتے ہیں۔

اسی طرح کامیاب لائر وہ ہے جو کامیابی سے جھوٹ بولتا اور مجرموں کو آزادی کے پروانے دلانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔جو وکیل قاتل نہ چھڑا سکے اسے لوگ وکیل نہیں کرتے۔

کامیاب استاذ وہ ہے جو طلبہ کو ٹیوشن پڑھانے کا ماہر اور اسکول میں وقت گزارنے کا ماسٹر ہو۔

کامیاب صنعتکار وہ ہے جو بجلی چوری، ٹیکس چوری اور دو نمبر مال بنانے اور بیچنے میں مہارت رکھتا ہو،..........

کامیاب ثناخواں ،اور مقرر و واعظ وخطیب وہ ہے جو اپنی خوبصورت آواز کے جادو اور تقریر کی جولانی سے سامعین کی جیبیں خالی کرا سکتا ہو۔وعلی ھذا القیاس......

معاشرے کے مختلف طبقوں کے یہ پیشہ ور لوگ نہ خوفِ خدا رکھتے ہیں نہ فکرِ آخرت وعاقبت ، یہ معاشرے کے ناسور ہیں ،جن کی اصلاح ایک بہت بڑا چیلنج ہے ،مگر ہے کوئی اس چیلنج کو قبول کرنے والا؟

سیرت طیبہ کی روشنی میں معاشرے کو صالح بنانے کی دھواں دار تقریر تو ہر شخص کر لیتا ہے مگر حقیقتاً معاشرے کو صالح بنانے کا درد کس میں ہے اور علاج کس کے پاس ہے؟ کیا ہمارے علماء کرام ،...... مدرسین......، اسکول کالج اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کرام......اس چیلنج کو چیلنج خیال نہیں فرماتے......کیا......وہ اس سے مسلسل چشم پوشی کر کے معاشرہ کے بگاڑ میں خاموش حصہ دار بننے کو عیب نہیں سمجھتے ؟ آخر کسی کی تو ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس طرف توجہ کرے اور اصلاح کی صورت پیدا کرے ، ہمارا عمومی رویہ، یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو برا کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں مگر نہ کوئی مصلح ہے نہ اصلاح پذیر......شادی بیاہوں کے پنڈالوں میں کھانے کی انتظار میں بیٹھے ہوئے باراتی ہر موضوع پر گفتگو کرتے ہیں ان میں ہر طبقے اور ہر پیشے کے لوگ ہوتے ہیں مگر کوئی کسی خامی یا کمزوری

کو اپنے اوپر لینے اور قبول کرنے کو تیار نہیں بحث سمٹتی ہے تو ہر برائی کا حکومت کو ذمہ دار ٹھہرا کر......کیا حکومتیں ہم سے کہتی ہیں کہ راہ چلتوں کی جیب کاٹ لو، موبائل چھین لو، گن پوائنٹ پر ڈاکہ ڈالتے رہو، ہاں البتہ حکومت کی ذمہ داریوں میں یہ بات ضرور آتی ہے کہ وہ مجرموں کو ڈھیل نہ دے، وقوع جرم کے مواقع پیدا نہ ہونے دے......رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والوں کو بروقت سزائیں دے کر نشانِ عبرت بنا دے.........مگر اس میں بھی تو ہم ہی رکاوٹ ہیں......بڑے بڑے ڈکیت، نامور دہشت گرد، اور خوبصورت سمگلرز و ماڈلز پر کوئی کیوں ہاتھ نہیں ڈالتا، میڈیا آخر ان ماڈلز کو روز ٹی وی پر زیارتِ خاص وعام کے لئے کیوں پیش کرتا ہے؟ جواب سب جانتے ہیں مگر علاج..........؟

علاج کے حوالہ سے خود کو بے بس اور تہی دامن محسوس کرتے ہیں...... یہ ایک بڑا چیلنج ہے اس سے نمٹنے کی آخر کوئی تدبیر تو ہونی چاہئے......کہ معاشرہ میں اس سے مزید بگاڑ پیدا ہو رہا ہے ......کوئی ہے جو ایسے جرائم پیشہ لوگوں کے سرپرستوں سے نبرد آزما ہو سکے؟ ان کے سہولت کاروں کو کٹہرے میں لا سکے؟

<u>اندرونی چیلنجز میں سے دوسرا بڑا چیلنج</u> نظام تعلیم وتربیت کی اصلاح کا ہے۔کہ اگر نظام تعلیم وتربیت درست ہو جائے تو معاشرہ کو درست کرنے اور سنوارنے کا چیلنج قبول کیا جاسکتا ہے اور معاشرے کی اصلاح کسی حد تک صحیح تعلیم وتربیت کے ذریعہ ممکن بھی ہے۔

آج کے مادی ترقی کے دور نے......ایک تصور یہ پیدا کر دیا ہے......کہ صحیح تعلیم وہ ہے جو روزگار کے اعلیٰ وسائل تک پہنچانے والی ہو.........

تربیت ایسی ہو جو معاشرے کی دولت گر مشین کا کل پرزہ بننے کی صلاحیت پیدا کر دے اور Living Standard معیارِ زندگی بلند کرنے کا ذریعہ بنے۔معیار زندگی ہر شخص کا اپنا اپنا ہے......ایک طبقے کے نزدیک معیارِ زندگی یہ ہے کہ White floor گورا آٹا کھانا ہے، White Vita Bread گوری بریڈ کھانی ہے، گورے چاول white rice کھانے ہیں، گوری مرغی کا گوشت White Meat کھانا ہے، پھر کسی وائٹ اسکن سے شادی کرنی ہے گوری گاڑی (کم ازکم وائٹ کورولا) میں بیٹھنا ہے اور گھر کو وائٹ ہاؤس میں تبدیل کرنا ہے......گویا ہر کالی شئی سے نفرت کرنی ہے مگر جب ....دعائیں قبول نہ ہوں.......... آفات وبلیات بڑھ جائیں، ......تو پھر کالی کملی کا واسطہ پیش کرنا ہے،..........، کالا بکرا صدقہ کرنا ہے، ہاتھ میں کالا دھاگا باندھنا

ہے، کالے کالے پتھروں والے کعبہ اور کالے غلاف والے گھر کا طواف کرنے جاتا ہے اور مدینہ میں حضور ﷺ کی کالی زلفوں کے صدقے سے دعائیں مانگتی ہیں تاکہ مایوسی و ناامیدی کی کالی گھٹائیں چھٹ جائیں ....

تعلیمی میدان میں ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم سامانِ تعیش کی طرح نظام تعلیم بھی امپورٹڈ رکھنا چاہتے ہیں، اور اقوام غیر سے متاثر ہوکر اپنا نظام ان کے نظام پر فدا کئے ہوئے ہیں......جس کا عملی مصداق ہر روز ہر بڑے شہر کی ہر گلی میں دیکھا جاسکتا ہے، ....مائیں اپنے لعلوں اور چاندوں کو اپنے ہاتھوں علی الصبح اتنی پابندی سے اٹھ کر تیار کرتی ہیں جتنی پابندی سے کبھی انہوں نے اپنی جواں اولاد کو نماز کے لئے بھی کیا اٹھایا اور تیار کیا ہوگا......وین آنے سے پہلے پہلے اپنی امیدوں کے مرکز چاند کو یونیفارم میں کس کر بیگ اٹھا کر تیار کھڑی رہتی ہیں اور جوں ہی وین آتی ہے اپنے اڑھائی تین سال کے سوتے جاگتے، روتے رلاتے منے کو وین میں یوں ڈالتی ہیں جیسے...... **ان اقذفیه فی التابوت فاقذفیه فی الیم**...... کا حکم ام موسی کے بعد انہی کے لئے اور اسی کام کے لئے نازل ہوا ہو......

مگر اس ماں کے پیش نظر تو ایک مقدس امتحان و آزمائش میں سرخرو ہونا اور ایک مقدس سفر کا آغاز کرنا تھا......اور ہمارے ادھر کیا مقصد ہے، بچہ یوں پڑھنے جائے جیسے یورپ میں بچے جاتے ہیں، اسی عمر میں جائے جس میں وہ جاتے ہیں، تاکہ ترقی میں کہیں گوروں سے پیچھے نہ رہ جائے..........

افسوس کہ نقالیء یورپ نے یہ تک سوچنے کا موقع بھی نہ دیا کہ ان کی تو مجبوری ہے..............کہ خاندانی نظام ختم ہو چکا ہے، گھر میں بچے کو پیار دینے والی نہ نانی ہے نہ دادی، اور گھر سنبھالنے والی نہ خالہ ہے نہ پھوپھو، اور خود میاں بیوی دونوں کو نوکری پہ جانا ہے......جاب کرنی ہے......بچے کو سنبھالنے والا کوئی ہے نہیں اس لئے چلڈرن ڈیپازیٹریز یا بے بی ڈے کیئر کھل گئے ہیں کہ جاتے ہوئے ڈیپازٹ کرادو واپسی پہ وصول کرلو......

کیا ہمارے ہاں بھی کوئی ایسی مصیبت آن پڑی ہے کہ جس کی وجہ سے بچوں کو علی الصبح گھر سے دھکا دینا ضروری ہے؟..........سرکارِ دوعالم ﷺ نے تو نماز جیسی اہم عبادت کی تعلیم کا کسی بچے کو سات سال تک مکلّف نہ بنایا......اور سات سال پورے ہونے پر نماز سکھانے کا حکم دیا......حضور ﷺ سے زیادہ ہمارا اور ہمارے بچوں کا خیر خواہ اور سمجھ دار کون ہوسکتا ہے، مگر ہماری عقول جن پر تہذیب مغرب

کے سائے پڑے ہیں اڑھائی سال کے بچے کو عالم فاضل بنانے کی فکر میں ہے .... چاہے بستے سے اس کی کمر ٹوٹ جائے یا کتابوں کے بوجھ کے تصور سے اس کی گرو تھ پہ منفی اثر پڑنے لگے فرانس اور بعض دیگر مغربی ممالک آج بھی چھ برس سے کم عمر کے بچوں پر تعلیم کا بوجھ لادنے کے مخالف.......... مگر ہم دلدادہ ہیں .....

دنیا کے مختلف نظام ہائے تعلیم کو دیکھئے اور نظامہائے تعلیم کے نتیجہ میں تیار ہونے والے افراد کا جائزہ لیجئے کون سا اور کس ملک کا نظام تعلیم انسانوں کو انسانیت سکھا رہا ہے؟ کس دانشگاہ کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کی زبان اور ہاتھ کے شر سے دنیا محفوظ ہے؟ وہ کون سا نظام تعلیم ہے جو انسانی سروں کی کھوپڑیوں سے فٹ بالنگ کی تعلیم دیتا ہے اور بندگانِ خدا کو جانوروں کے پنجروں میں بند کرنا سکھاتا ہے ..... یہ پنجرے گوانتانا موبے میں رکھے ہوں یا کسی اور جزیرے میں .... کس سسٹم کی تعلیم یا تربیت سائنس اور انجنئر نگ کے طلبہ کو بسوں پر حملہ آور ہوکر بچوں اور خواتین کو خون میں نہلانے کی ترغیب دیتی ہے۔

ہمارے ملک کی جامعات سے پڑھ کر فارغ ہونے والے نوجوان کیا شہر میں امن کی خیرات تقسیم کرتے نظر آتے ہیں؟.......... یا دنیا انہیں دیکھ کر الاماں والحفیظ کی صدائیں بلند کرتی ہے .... وطنِ عزیز کے حالیہ دہشت گردی کے چند واقعات میں گرفتار ہونے والے جاہل تھے یا گریجوایٹس؟..........

کہا جاتا تھا کہ یہ مدارس کے طلبہ کی کارستانیاں ہیں مگر اب ..... داعش بتارہی ہے کہ یہ فرنگی دانش کے پروردہ ہیں.............. ہائے میرے اقبال تیری بات کو میرے نوجوانوں نے غلط کر ڈالا.......... خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوہء دانشِ فرنگ.......... اب وہ نوجوان کہاں ہے جو یہ کہہ سکے کہ .... سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ ونجف..........

تو پھر ہمارے سامنے کتنا بڑا چیلنج ہے.......... تعلیم وتربیت کا چیلنج ..... اس چیلنج کو کون قبول کرے گا؟

اس کی اصلاح کیسے ہوگی؟

کیا ہم پھر حکومت کی جانب دیکھیں گے یا ..... کچھ ذمہ داری خود بھی قبول کریں گے..........؟

کس نے کہا ہے کہ تمہارا کام صرف نصاب مکمل کرانا ہے..........؟

☆ لا تنتظر شکرا من احد ویکفی ثواب الصمد وما علیک من جھد وحقد وحسد ☆

کس نے کہا ہے کہ تمہارا کام بے کار کا نصاب مرتب کر کے دینا ہے............؟

کس نے مجبور کیا ہے کہ کلاس روم میں صرف چٹکلے ہی بیان کرنے ہیں تعمیر سیرت و کردار پر توجہ نہیں دینی ہے............؟

اگر استاذ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر لے اور پھر اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی ٹھان لے تو تعلیم و تربیت کے میدان میں معجزے ہو سکتے ہیں معجزے............

آج ہمارے نظام تعلیم کی صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف تو کیمبرج سسٹم کو عروج حاصل ہے، جبکہ دوسری طرف ہیمر ج سسٹم کو فروغ حاصل ہے............غریب و امیر کو یکساں تعلیم کے مواقع محض ایک خواب ہیں جو شاید کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہونے والے............

وہ نظام تربیت ہم سے کس نے چرالیا جس نے فاتحینِ شام و مصر، اور قائدین عراق و کوفہ و بصرہ پیدا کیے، جس نظام کی کوکھ سے فاتحین سندھ وہند اور اسپین و افریقہ نے جنم لیا............

وہ نظام جس نے صفہ کے وہ تلامذہ پیدا کیے جن کی گھٹی میں انسانیت کا درد اور مٹی میں اسلام کے شجر سایہ دار کی آبیاری کا خمیر تھا......

آج رومی و غزالی کیوں پیدا نہیں ہو رہے............اس لئے کہ ہم نے طے کرلیا ہے کہ ہمیں علم و ادب نہیں فن و ہنر چاہیئے وہ بھی ایسا کہ جس سے رزق ملے......خواہ اس رزق سے ہمارا طائر لاہوتی بلند پروازی کے قابل نہ رہے..............نوجوان نسل کا خیال ہے کہ اقبال کا یہ فلسفہ پرانا ہوگیا............

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی ...... جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ہم نے فارسی ادب چھوڑا، عربی ادب کو خیر باد کہا،، اردو ادب کے ردیف قافیے اور فعولن مفاعیلن کے جھنجھٹ سے خود کو نکالا اور اپنے بچوں کو آزاد کیا............اس کی بجائے ہم نے انگریزی لٹریچر کو رائج کیا......جو اپنے ساتھ اپنا کلچر لے کر آیا......چنانچہ ہم نے ترقی کی منازل طے کرلیں، سو آج ہم باباجی اور ابوجی کی بجائے ڈیڈ ہیں ڈیڈ............اور ہماری خواتین امی حضور کی بجائے مما جانی ہیں چچا جان ترقی کر کے انکل ہوگئے ہیں اور خالہ آنٹی بن گئی ہیں............احترامی کلمات، مثلاً والدگرامی، بزرگوار، عزت مآب، ہماری نئی نسل کے لئے فرسودہ الفاظ بن گئے اور ان الفاظ کے پیچھے موجود ادب و عزت و وقار بھی معدوم ہوگیا ....

خاندانی ادب، احترام کے رشتے، اور خانگی معاملات کا ستر مستورات کے ساتھ ہی چلا گیا اور اب رہ

گئیں میدان میں صرف لیڈیز......سو اس کا اعلیٰ معیار دیکھنا ہو تو ایان علی کو دیکھ لیں، کروڑوں ڈالرز اسمگل کرنے والی دوشیزہ، رنگے ہاتھوں پکڑی جانے والی بولڈ (ماڈل) گرل..........جو نئے نظام تعلیم وتربیت کا چلتا پھرتا اشتہار ہے..........اور جس کے ساتھ ینگ جنریشن کی ہمدردیاں ہی نہیں امیدیں اور دعائیں بھی ہیں.....بالکل ایسے جیسے ریحام خان کی انکل سے علیحدگی کے بعد..........بہت سے نوجوان لڑکیاں اورلڑکے یہ کہتے پائے گئے ہیں کہ.....بے چاری بہت معصوم سی لگتی ہے.....ایسے لوگوں کو عدالتوں میں تو نہیں گھسیٹنا چاہئے..........اورتو اور ایک جج صاحب نے بھی ہمدردی جتلاتے ہوئے اس کی معصومیت کی دہائی دے دی.....

ایک ادب وہ تھا جو یہ سکھاتا تھا کہ..........چہل سال عمرِ عزیزت گزشت مزاجِ تو از حال طفلی نہ گشت

مگر آج کا ادب یا کلچر طفلانہ اور مجرمانہ کاروائیوں کے مرتکبین کو معصومین میں شمار کرتا ہے..........

ایک اور بڑا چیلنج جس نے معاشرہ کو تباہی کے دہانے پر پہنچا رکھا ہے وہ فرقہ واریت کا چیلنج ہے۔

چونکہ فرقہ کا لفظ تفریق کو ظاہر کرتا ہے اور تفریق کسی بھی بنا پر ہو مضر ہی ہوتی ہے مفید نہیں ہوتی.....قوم کو تقسیم کرنے والی فرقہ واریت کی کئی اقسام ہیں، مذہبی فرقہ واریت، لسانی فرقہ واریت، سیاسی فرقہ واریت، اور اقتصادی ومعاشی فرقہ واریت..........

عموماً مذہبی فرقہ واریت کا رونا بہت رویا جاتا ہے جبکہ وطن عزیز کو مذہبی فرقہ واریت سے زیادہ لسانی اور سیاسی فرقہ واریت نے نقصان پہنچایا ہے۔متعدد سیاسی جماعتوں کا وجود ہی لسانی تقسیم وتفریق کی بنیاد پر ہے۔اور ہمارے ملک کے صوبوں کے نام تک لسانی ہیں اور اسی لسانی تعصب کے باعث قومی نوعیت کے اہم منصوبہ جات خاک میں مل جاتے ہیں کالا باغ ڈیم کے منصوبے کی مثال ہمارے سامنے ہے کہا گیا کہ اس کا فائدہ پنجاب اور پنجابیوں کو ہوگا.....سندھ کے دریا خشک ہو جائیں گے زمینیں بنجر ہو جائیں گی، صوبہ سرحد پانی میں ڈوب جائے گا.....اور بجلی پنجاب کو ملے گی..........اس لسانی فرقہ وارانہ تعصب نے بالآخر اس قومی منصوبہ کو مکمل تو کیا شروع ہی نہیں ہونے دیا..........اور اب اقتصادی راہداری پر بھی لسانی بنیادوں اور سیاسی فرقہ واریت کی بنیاد پر جنگ ہے ....مگر بھلا ہو ہمارے پڑوسی ملک چین کا کہ جس نے اقتصادی راہداری، اکنامک کوریڈور کا ڈور اتنا بڑا اور کھلا رکھا ہے کہ بڑے بڑے مگرمچھ اس میں اپنی خوراک لے کر آسانی داخل ہو چکے ہیں

......اور سی پیک میں روپے کے بجائے یوان و ڈالر کے ساتھ پیک ہونے کو تیار ہیں۔

کلچرل طوفان ایک اور بڑا چیلنج ہے ہمارے ملک کی اکثریت کو انڈیا کے ڈرامے، فلمیں اور گانے پسند ہیں اور جو کچھ ان فلموں میں ڈائیلاگ ہوتے ہیں، جس طرح کی رسوم دکھائی جاتی ہیں، جو بے باکانہ انداز نامحرم نوجوان مرد و خواتین کے ملنے کے ہیں اور جو لباس ان کے اداکاروں کے ہیں انہی کو اپنانے میں ہماری نوجوان نسل اپنی ترقی و اعزاز خیال کرتی ہے۔

راقم نے سطور بالا میں محض چند اندرونی چیلنجز کا تذکرہ کیا ہے پورے چیلنجز کا نہیں ....اب ذرا بیرونی صورتحال پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالتے ہیں......

بیرونی چیلنجز میں بڑھتے ہوئے غیر ملکی قرضوں کا طوفان ہے......اور ان قرضوں کی وجہ سے درونِ خانہ صورت حال یہ ہے کہ جو ادھار دیتے ہیں وہ اپنی شرائط کے ساتھ دیتے ہیں اور اپنی پسند کی تبدیلی ہمارے نظام میں دیکھنا چاہتے ہیں ....چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ جامعات ہماری ......نصاب ان کے ......،، اسکول ہمارے .....کتابیں ان کی ،، استاذ ہمارے فکر ان کی ....،، طلباء ہمارے زبان ان کی ....یہاں تک کہ ہماری مسلم قومیت کی شناخت بھی کہیں قرضوں کے نیچے دب گئی ہے..........

انہی قرضوں کی وجہ سے ہم سے ڈو مور کا مطالبہ کیا جاتا ہے ....کمپرومائزیشن ......رواداری..........برداشت ......میثاق مدینہ......معاہدہ حلف الفضول ......صلح حدیبیہ......کی طرز کا اسلام ہمیں قرض دینے والے ممالک سکھا رہے ہیں......وہ فتح مکہ......غزوہ بدر......احد......حنین ......خندق..........تبوک اور خیبر کی جراءتوں کے امین مسلم شہزادوں کو رواداری کا سبق پڑھنے اور کفر سے سمجھوتہ کرنے کی تلقین کر رہے ہیں......قرآن کریم سے ایسی تمام آیات و سور کے اخراج کی باتیں ہو رہی ہیں جن میں یہود و کفار کی مذمت ہے......

یہ ایک اور بڑا چیلنج ہے......جس سے نمٹنے کے لئے ایسے مخلص و مومن قائدین کی ضرورت ہے جو دین کی روح کو سمجھتے اور عصر حاضر کے تقاضوں سے کلی طور پر آگاہ ہوں اور قوم کی رہنمائی کر سکیں......یقیناً یہ کام وہ سو کالڈ اسکالرز نہیں کر سکتے جو امریکی صدر کے سالانہ ناشتے کا دعوت نامہ ملنے کے منتظر رہتے ہوں یا فل برائٹ کی لائن میں لگے نظر آتے ہیں......

بیرونی چیلنجز میں سے ایک جدیدیت کا سیلاب بھی ہے......جس کی تباہ کاریوں سے

واقف ہونے کے لئے مغربی فکر وفلسفہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے......مزید چیلنجز پر بات ادھار کر لیجئے...... سر دست صرف انہی باتوں پر اکتفاء کرتے ہوئے گزارش ہے کہ اب بھی اگر ہمارے باشعور اہل وطن کے دل میں کسی تھنک ٹینک کے قیام کی ضرورت، اور کوئی پالیسی ساز ادارہ بنانے کی بات نہیں آتی تو سمجھا جائے گا کہ ہم چلتے پھرتے لاشے ہیں اور حقیقت میں ہم مر ہی چکے ہیں ....خداوندا کوئی سبیل ہماری ہدایت کی پیدا فرما..........(آمین)

نوٹ: گزشتہ ماہ کے اداریہ کا آخری صفحہ شائع ہونے سے رہ گیا، جسے نئے عنوان کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے......اسے جنوری کے اشاریہ کے آخر میں ملا کر اس طرح پڑھا جائے۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نئے لکھنے والوں کی جانب سے فقہ المعاملات پر تحقیقی مقالات ہمیں موصول نہیں ہو رہے ۔جبکہ ہر سال الشہادۃ العالمیۃ کے لئے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں افاضل مقالات تحریر فرماتے ہیں جن میں سے اکثر شائع نہیں ہوتے۔مقالہ نگاران اگر ہمیں یہ مقالات ارسال فرمائیں تو ہم انہیں افادہ عامہ کے لئے بخوشی شائع کریں گے شرط صرف یہ ہے کہ مقالات فقہ المعاملات پر ہوں......ذیل میں چند عنوانات پیش کئے جاتے ہیں جن کے تحت مقالات ارسال کئے جاسکتے ہیں......

فقہ القرآن	فقہ القرآن کے حوالہ سے لکھے گئے مقالات ومضامین
فقہ السنہ	فقہ السنہ کے حوالہ سے لکھے گئے مقالات ومضامین
تاریخ الفقہ	تاریخ فقہ پر لکھے گئے مقالات ومضامین
الفقہ المقارن	مذاہب اربعہ کے حوالہ سے فقہی مسائل کا تقابلی جائزہ
گوشۂ فقہاء	(۱) متقدمین فقہاء کا تعارف اوران کی فقہی خدمات)
	(۲) متاخرین فقہاء کا تعارف اوران کی فقہی خدمات)
	(۳) گزشتہ صدی کی فقہی شخصیات کا تعارف اوران کی فقہی خدمات)
	(۴) عصر حاضر کی ان شخصیات کا تعارف جنہوں نے فقہ پر کام کیا ہے)
دارالافتاء	(پاکستان کے دارالافتاءات کا تعارف اوران کا افتاء کا کام ، یعنی اب تک صادر ہونے والے فتاوی کی تعداد، عنوانات، کیفیت)

مقالات فقہیہ جامعات اور دینی مدارس میں فقہ حوالہ سے ہونے والا تحقیقی کام

فقہی مضامین : حسب ذیل عنوانات پر اہل علم وقلم کے علمی و تحقیقی مضامین:

عبادات ،معاملات ،مناکحات ،عقوبات ،مخاصمات ،حکومت و خلافت

فقہی مسائل اوران کا حل (عوام کو روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کا حل)

گوشۂ تمکین / نمکدان (طرائف ولطائف العلماء)

فقہی خبریں (اسلام اور شریعت اسلامی کے حوالہ سے ملکی و بین الاقوامی سطح پر ہونے والی کوششوں، کامیابیوں، کانفرنسوں، سیمینارز اور اداروں کے قیام وکارکردگی وغیرہ کی رپورٹیں، روئیدادیں)

تبصرہ وتعارف کتب (فقہی موضوعات پر شائع ہونے والی کتب کا تعارف)

کلامِ مہر

راوی از ہجراں شکایت می کند ازوصالش ھم روایت می کند

گشتہ ام مہجورتر از اصل خویش تیزتر پویم برائے وصل خویش

آمدم از بحر وے پویم بہ او روزگار وصل ے جویم بہ او

راوی ومروی ومروی عنہ ہم گشت چوں ہجران ووصل اینجا بہم

وہم ظل علم او ظل وجود

داند او کو، راست وا چشم شہود